مولانا حافظ حشمت علی صاحب

ابنیت مسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز: انسان کی یہ عادت شروع سے چلی آئی ہے کہ جب بھی اس نے چند انسانوں کو اعلیٰ صفات کا مالک اور بزرگ خصوصیات کا حامل دیکھا تو اس نے ان کے اندر بعض دفعہ محبت کی وجہ سے اور بعض دفعہ خوف کی وجہ سے کسی مافوق الفطرت قوت کے موجود ہونے کا خیال کرنا شروع کر دیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا یہ خیال عقیدہ کی صورت میں تبدیل ہو کر ان ہستیوں کی پرستش اور ان سے حاجتیں مانگنے کا سبب بنتا رہا۔ ود سواع یغوث یعوق نسر جو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے یا بعد کے نیک انسان تھے پہلے ان کے بعد والوں نے ان کی یادتازہ کرنے کے لیے محبت کے طور پر ان کی مورتیاں بنائیں۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد انہیں مورتیوں کو اپنا حاجت روا سمجھنے لگ گئے[1]

ٹیوٹانی اقوام نے سویڈن کے ہیرک بادشاہ کو مرنے کے بعد خدا کا درجہ دیدیا[2]

یونانیوں نے بادشاہ کے اختیارات اور طاقت کو دیکھ کر پہلے اس کے اندر کسی نامعلوم قوت کے جاگزین ہونے کا عقیدہ بنایا پھر اس کی پرستش شروع کر دی[3]

رومیوں نے اسی عقیدہ کی بنا پر سکندر کے باپ فلپ مقدونی کی پوجا پاٹ اس کی زندگی ہی میں شروع کر دی تھی[4]

جاپانیوں نے اپنے بادشاہ کو سورج کا بیٹا قرار دے کر اس کو پوجنا شروع کیا[5]

بدھ کے پیروں نے بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ اس کی مورتی بنائی اور اس کو پوجنے لگے[6]

یہود نے جب حضرت عزیر علیہ السلام کو دیکھا کہ انھوں نے توراۃ کے دنیا سے نیست و نابود ہو جانے کے بعد اس کی اصلی صورت میں اس کو دوبارہ ان کے سامنے پیش کر دیا ہے تو انہوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا[7]

[1] روح المعانی ج ۲۹ ص ۷۷ [2] تاریخ مذاہب ص ۲۵۴ الرشید احمد [3] تاریخ مذاہب ص ۲۰۲ [4] تاریخ مذاہب ص ۲۲۳ [5] تاریخ مذاہب ص ۲۷۲ [6] مذاہب عالم ص ۱۸۹ الندوی بحوالہ تمدن ہند ص ۲۶۹ [7] روح المعانی ص ۱۰۲ ج

پھر انہیں پرانے لوگوں کی روش پر عیسائی حضرات بھی چل پڑے کیوں کہ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت باسعادت بغیر باپ کے ہوئی ہے اور انہوں نے بڑے ہو کر اپنی زندگی میں ایسے کام کئے ہیں جو کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ تو حضرت عیسی کو خدا اور خدا کا اکلوتا حقیقی بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر تعجب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اس عقیدے کے راسخ ہوتے بھی دیر نہ لگی پہلی صدی عیسوی میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے چند سال بعد ہی یہ عقیدہ ان میں پیدا ہو گیا تھا[1]

میں اپنے اس مختصر مقالہ میں صرف یہ بیان کروں گا۔ کہ عیسائی حضرات کا یہ عقیدہ صحیح نہیں بلکہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں اسلام نے جو نظریہ پیش کیا ہے وہ درست ہے۔ پہلے میں عیسائی عقیدہ کی تشریح کرتا ہوں۔ پھر اسلام کا نظریہ بیان کر کے عیسائی عقیدہ کی تردید کے دلائل عرض کروں گا۔

عیسائی عقیدہ

عیسائی حضرات فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام خدا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ آپ کا اور خدا کا ایک ہی جوہر ہے۔ تمام کائنات سے قبل اللہ کا ایک جز الگ ہوا اور حضرت مسیح کی پیدائش عمل میں آئی۔ ان کے عقیدہ میں وہ مصنوع اور مخلوق نہیں بلکہ مولود ہیں[2]۔ پھر تمام دنیا آپ کی وساطت سے پیدا ہوئی بعد میں آپ انسانی شکل میں متشکل ہو کر آئے۔

چنانچہ ٹرنٹ کی کونسل میں جو ان کا عقیدہ پاس ہوا تھا۔ اس کی عبارت یہ ہے،

"ہم ایمان لائے (۱) خدا قدرت والے باپ پر جو ظاہر اور پوشیدہ چیزوں کا خالق ہے (۲) رب یسوع ابن اللہ پر جو باپ کا اکلوتا بیٹا ہے جو باپ کے ہاں جملہ کائنات سے پہلے پیدا ہوا۔ عین ذات ہے الٰہ الٰہ نور نور ہے عین خدا ہے۔ مولود ہے مخلوق نہیں باپ اور اس کا جوہر ایک ہے۔ اس کی وساطت سے تخلیق اشیا ظہور میں آئی۔ یعنی جو کچھ زمین و آسمان میں ہے ہم انسانوں کی نجات کے واسطے اس کا نزول ہوا اور وہ انسان بن کر آیا۔ مبتلا بلا ہوا اور تیسرے دن اٹھ کھڑا ہوا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا اور اب زندوں اور مردوں کا انصاف کرنے پھر آئے گا۔"[3]

اسلامی عقیدہ

اسلام نے کہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے فرزند بلکہ خدا کے ایک برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔ جن کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔ خداوند تعالٰے کا کوئی بیٹا نہیں وہ اس سے پاک ہے کسی کو بیٹا بنانا اس کی شان کے لائق نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

[1] تواریخ مسیح کلیسیا ص ۶، ۷ [2] تواریخ مسیح کلیسیا ۲، ۳ [3] تاریخ مذاہب ص ۲ ۸ ۳ بحوالہ معارف القرآن ج ۲ ص ۶۱ کونسل آف ٹرنٹ۔

يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله الا الحق ۝ انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وكلمته القاها الى مريم وروح منه فآمنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرًا لكم انما الله اله واحد ۝ سبحنه ان يكون له ولد له ما في السموات وما في الارض وكفى بالله وكيلًا ۝

(الآیۃ پ۶ آیت ۱۷۱ نساء)

ترجمہ: اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم تو اور کچھ نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا ایک کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں۔ سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کارسازی ہونے میں کافی ہے (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

دوسری جگہ فرمایا

ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة ۝ كانا ياكلان الطعام ۝ (پ۶ سورہ مائدہ آیت ۷۵)

مسیح بن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور ان کی والدہ صدیقہ ایک ولی بی بی ہیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اب ہم اختصار کے ساتھ چند ایسے دلائل ذکر کریں گے۔ جن سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ اگر ہم بالکل غیر جانبدار ہو کر اسلام سے بھی قطع نظر کرتے ہوئے محض عقل کی کسوٹی پر عیسائی عقیدہ کو پرکھیں تب بھی وہ کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتا بلکہ اس عقیدہ کو ماننے کی صورت میں ہم کو خود خدا کی خدائی سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

دلیل اول۔

باپ اور بیٹے میں چونکہ مشابہت و مماثلت لازمی ہوا کرتی ہے۔ اور باپ کے کمالات و صفات کا کسی حد تک بیٹے میں ظہور ضروری ہوتا ہے اس لیے اگر مسیح خدا کے بیٹے ہوں تو ضروری ہے کہ آپ میں بھی خدائی صفات موجود ہوں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں خدائی صفات نہ تھیں۔ زمین و آسمان کا خالق ہونا، ہر چیز پر قدرت تامہ ہونا، تمام اشیاء کائنات کا ان کے تابع اور مسخر ہونا اور محض کلمہ کن سے بغیر کسی نمونہ یا آلہ کے اشیاء کو پیدا کرنا یہ تمام خدائی صفات ہیں۔ جن میں سے ایک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں موجود نہ تھی۔ جب آپ میں خدائی صفات نہ تھیں تو آپ اللہ کے بیٹے کیسے بن سکتے ہیں۔

دلیل دوم۔

انسان اولاد کی خواہش اور بیٹے کی ضرورت اس لیے محسوس کرتا ہے کہ وہ محتاج ہے۔ دنیا میں اس کو دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لیے وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں کچھ ایسے انسان ہوں جو کہ اس کا کہا مانیں اور بڑھاپے میں اس کا سہارا بنیں۔ اب اگر اللہ کا بھی کوئی بیٹا ہو تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ خدا کو بھی یہ ضرورتیں اور حاجتیں درپیش ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں وہ غنی مطلق ہے کسی کی امداد وغیرہ کی اس کو ضرورت نہیں پڑتی تو خدا کے لیے بیٹا ثابت کرنا گویا دوسرے الفاظ میں یہ اقرار کرنا ہے کہ وہ محتاج ہے۔ اور خدا کا محتاج ہونا چونکہ محال ہے۔ اس لیے کسی کو اس کا بیٹا بنانا بھی باطل ہے۔ انہیں دلائل کو قرآن مجید نے اس آیت میں بیان کیا ہے۔

وقالوا اتخذ اللہ ولدًا سبحانہٗ بل لہٗ ما فی السمٰوات والارض کل لہٗ قانتون ○ بدیع السمٰوات والارض واذا قضیٰ امرًا فانما یقول لہ کن فیکون ○

پ سورۃ بقرہ آیت ۱۱۶-۱۱۷

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ کیا مہمل بات ہے بلکہ خاص اللہ تعالےٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں (موجودات) ہیں سب ان کے محکوم ہیں حق تعالےٰ موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جب کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت فرما دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ اسی طرح ہو جاتا ہے۔ (تھانوی صاحب)

دلیل سوم۔

لفظ ابن کا حقیقی اطلاق اس پر ہوتا ہے جو میاں بیوی کے مخصوص ملاپ سے پیدا ہو۔ اگر مسیح خدا کے بیٹے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ مریم علیہا السلام خدا کی زوجہ ٹھہریں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں تو جب خدا تعالےٰ کی بیوی کوئی نہیں ہو سکتی تو اس کا بیٹا کہاں سے آئے گا۔ اس کو قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ○

پ سورۃ انعام آیت ۱۰۱

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کی کوئی بیوی تو ہے نہیں۔ (حضرت تھانوی صاحب رحمہ)

دلیل چہارم

مسیح اگر خدا کے بیٹے ہوں تو خدا کا حادث ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ باپ اور بیٹا دونوں ہم جنس ہوتے ہیں

توخدا اور مسیح بھی ہم جنس ہوئے۔ اور دو ہم جنس اشیاء میں ایک فصل ہوا کرتی ہے جو ان کو ایک دوسرے سے جدا جدا کرتی ہے۔ اور جو چیز جنس اور فصل سے مرکب ہو وہ حادث ہوگی۔ تو گویا خدا بھی جنس اور فصل سے مرکب ہونے کی وجہ سے حادث ہوا اور خدا کا حادث ہونا محال ہے۔ لہٰذا مسیح کا ابن اللہ ہونا بھی محال ہے۔

دلیل پنجم۔

حضرت عیسیٰ کا جوہر جس کو تم ازلی و ابدی کہتے ہو جب وہ مسیح کی انسانی شکل میں ظاہر ہوا تو وہ محدود اور متناہی ہوگیا۔ محدود اور متناہی چیز چونکہ زیادتی اور نقصان کو قبول کیا کرتی ہے اس لیے وہ حادث ہوتی ہے۔ تو وہ جوہر جو پہلے ازلی ابدی قدیم تھا اب حادث ہوگیا۔ ازلی و ابدی چیز کا حادث ہوجانا محال ہے۔ لہٰذا مسیح کا ابن اللہ ہونا بھی باطل ہے۔

دلیل ششم۔

حضرت عیسیٰ کو تم الٰہ کامل کہتے ہو اور ذات الٰہ لامحدود و لامتناہی ہوا کرتی ہے۔ اور تمہارا عقیدہ یہ بھی ہے کہ مسیح جسم انسانی میں ظاہر ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ جسم انسانی محدود متناہی ہے۔ بتائیے کہ لامحدود و لامتناہی چیز محدود اور متناہی چیز میں کیسے سما سکتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب دو فٹ مربعہ چیز ایک فٹ مربعہ میں نہیں آسکتی تو جس الٰہ کا حدود اربعہ ہی کوئی نہیں وہ پانچ چھ فٹ جسم میں کیسے سما گیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا جوہر ازلی و ابدی بھی ماننا اور پھر کہنا کہ وہ شکل انسانی میں آئے صحیح نہیں اور جب جوہر ابن ازلی و ابدی نہ رہا تو وہ ازلی و ابدی خدا کا بیٹا بھی نہ رہا۔

دلیل ہفتم۔

بیٹا باپ سے ایک جزء الگ ہو کر بنتا ہے اور یہ تم بھی مانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جوہر خدا سے الگ ہوا اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کے بھی اجزاء ہوں۔ حالاں کہ خدا کو سب لوگ مجرد، بسیط اور اجزاء سے پاک، مانتے ہیں۔ جب اس کے اجزاء ہی نہیں تو اس سے ایک جزء الگ ہو کر بیٹا کیسے بن سکتا ہے۔

دلیل ہشتم۔

جب انسان سے انسان حیوان سے حیوان اور پرندوں سے پرندے پیدا ہوتے ہیں۔ تو لازماً جو خدا سے پیدا ہوگا وہ خدا ہی ہوگا۔ اور خدائی صفات اس میں موجود ہوں گی لیکن جب ہم مسیح کی ذات پر نظر کرتے ہیں تو ان میں یہ چیز نظر نہیں آتی بندہ الٰہی معلوم ہوتے ہیں۔ اور نہ خدائی صفات کا ان کے اندر وجود ہی ملتا ہے۔ اور یہ بات کئی دلائل سے ثابت ہے۔

(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں صفات انسانیہ موجود تھیں آپ کھاتے پیتے بھی تھے۔ سویا بھی کرتے تھے[۵۲] اور اسی طرح دیگر حوائج انسانیہ بھی آپ میں موجود تھیں اب اگر آپ میں صفات الٰہیہ بھی ہوں تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ خدا نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے، وہ غنی، ازلی، ابدی اور ہر چیز پر قادر ہے اور انسان کے ساتھ یہ تمام حوائج لگی ہوئی ہیں۔ اور وہ فانی عاجز اور محتاج ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں صفات الٰہیہ بھی ہوں تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ بیک وقت کھانے پینے سونے کے محتاج بھی تھے اور نہیں بھی، غنی بھی تھے اور عاجز بھی ازلی ابدی بھی تھے اور فانی بھی اور ایسا ہونا محال ہے۔ کیوں کہ یہ اجتماع نقیضین ہے۔ لہذا آپ میں صفات الٰہیہ کا ثبوت بھی محال ہے۔

اگر یوں کہا جاوے کہ صفات انسانیہ کا تعلق جسم سے تھا اور صفات الٰہیہ کا تعلق روح سے لہذا اجتماع نقیضین نہیں ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی درست نہیں۔ کیوں کہ جس روح کے ساتھ صفات الٰہیہ کا تعلق ہے وہ جسم کی محتاج ہے۔ اور احتیاج صفات اُلوہیہ کے خلاف ہے۔ تو صفات اُلوہیہ اور احتیاج کا اجتماع بھی اجتماع نقیضین ہوا لہذا یہ صورت بھی صحیح نہ ہوئی۔

(ب) انجیل مقدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں صفات اُلوہیہ کے موجود ہونے کی نفی کرتی ہے۔ کیوں کہ (۱) خدائی صفت یہ ہے کہ وہ سب پر غالب ہو اس پر کوئی غلبہ نہ پا سکے۔ مگر حضرت مسیح پر بقول نصاریٰ یہود غالب آئے۔ انہوں نے ان کے منہ پر تھوکا اور طمانچے مارے۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے ان کی بے عزتی کی ان کے سر پر سرکنڈا مارا اور مصلوب کرنے لے گئے

۲) خدا دوسروں کو پناہ دیتا ہے اسے کسی کی مدد اور پناہ کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن حضرت مسیح کو مدد کی ضرورت پڑی آپ نے جلد جلد کر مدد مانگی[۵۵]

۳) ہمیشہ زندہ رہنا کبھی نہ مرنا خدا کی صفت ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ فوت ہو گئے ہیں[۵۶] تو جب خود انجیل آپ میں صفات الٰہیہ کے پائے جانے کی نفی کرتی ہے تو ہم یہ کیسے کہہ دیں کہ مسیح میں خدائی صفات موجود تھیں۔

ج اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ ہوتے تو آپ یہ ضرور بیان فرماتے کہ میں اللہ ہوں لیکن تمام انجیل میں یہ بات ایک جگہ بھی ذکر نہیں بلکہ آپ نے اپنی اُلوہیت کی نفی کی ہے اور اپنے آپ کو خدا کا رسول بتایا ہے۔ انجیل یوحنا ۱۷:۳ میں ہے۔ آپ نے فرمایا

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے برحق اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں"

انجیل مرقس ۱۲: ۲۹ میں آپ کا یہ قول منقول ہے۔

"اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خداوند ایک ہی خداوند ہے"

انجیل یوحنا ۱۰: ۳۰ تا ۳۵ میں ہے کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا "میں اور خدا ایک ہوں" اس پر یہودیوں نے پتھر اٹھائے آپ نے پوچھا مجھے کیوں مارتے ہو تو انھوں نے کہا اس لئے کہ تو اپنے آپ کو خدا کہتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ میں حقیقی معنی میں خود کو

---

[۵۲] انجیل متی ۹: ۱۰، [۵۳] انجیل لوقا ۸: ۲۳، [۵۴] انجیل متی ۲۶: ۶۷، [۵۵] انجیل متی ۲۷: ۳۱، [۵۶] انجیل مرقس ۱۵: ۳۴، [۵۷] انجیل مرقس ۱۵: ۳۷۔

خدا نہیں کہتا بلکہ معنی مجازی مقرب الی اللہ مراد لیتا ہوں جس طرح کہ تورات میں دیگر مقربین کو بھی خدا کہا گیا ہے۔
دیکھئے آپ نے یہاں پر صراحتاً اپنی الوہیت کی نفی کر دی ہے۔ جب آپ خود الٰہ ہونے کا دعوےٰ نہیں کرتے تو ہم انہیں کیسے الٰہ مان لیں۔

د) اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ ہوں تو دو خدا ہو گئے۔ اب ان دو خداؤں میں سے ایک میں کسی ایسی صفت کا ہونا ضروری ہے جو دوسرے میں نہ ہو تاکہ وہ صفت ان کو ایک دوسرے سے الگ کرے ورنہ وہ دو نہ ہوں گے۔ اب وہ صفت ممیزہ جو ایک میں ہے اور دوسرے میں نہیں اگر وہ صفت کمال ہے تو جس میں وہ صفت نہیں وہ خدا نہ رہا کیوں کہ اللہ میں تمام صفات کمالیہ کا ہونا لازمی ہے اگر وہ صفت نقصان ہے تو جس میں وہ صفت موجود ہے وہ خدا نہ رہا کیوں کہ اللہ کا تمام صفات نقصان سے پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا لازماً ہمیں ایک ہی خدا ماننا پڑے گا جو کہ خدا تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے

ان چار وجوہات کی بناپر واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام الٰہ اور خدا نہیں جب آپ الٰہ اور خدا نہیں تو آپ اللہ کے بیٹے بھی نہیں ہو سکتے کیوں کہ باپ اور بیٹا ہم جنس ہوا کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا دلائل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں بلکہ جیسا کہ اسلام نے کہا کہ خدا کے نیک برگزیدہ بندے اور انسان ہیں۔

آخری گذارش

معروضات ختم کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسی باتوں کی بھی نشان دہی کر دی جاوے جن سے بظاہر عیسائی عقیدہ کی صداقت کا شبہ پڑتا ہے۔ چنانچہ یہ امور مع جوابات درج ذیل ہیں۔

۱) انجیل مقدس جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں مسیح کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔
۲) حضرت مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے جب کہ دوسرے انسان ماں اور باپ سے پیدا ہوتے ہیں۔
۳) مسیح علیہ السلام نے چند ایسے کام کئے جو دوسرے انسان نہیں کر سکتے تھے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا اور بیماروں کو تندرست کرنا وغیرہ۔
۴) قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح منہ کہا گیا ہے۔

ان چاروں باتوں سے بظاہر عیسائی عقیدہ کی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

جوابات

۱) کتاب مقدس میں ابن کا اطلاق خدا کے بندے اور مقرب کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ کتاب مقدس میں حضرت آدم علیہ السلام[۱] حضرت یعقوب علیہ السلام[۲] اور حضرت سلیمان علیہ السلام[۳] اور دیگر انسانوں کو بھی خدا کا

لے انجیل لوقا ۳ : ۳۸ تے خروج ۴ : ۲۲ سے تواریخ ۱ : ۲۲ : ۱۰ ھے رومیوں ۸ : ۱۴ نیز فلپیوں ۲ : ۷

بیٹا کہا گیا ہے۔

اور ان سب جگہ یہی معنی مراد ہے۔ اور انجیل متی ۳ : ۱۷ کی عبارت سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مجازی معنی میں ہی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اس میں درج ہے۔

"دیکھو آسمان سے یہ آواز کہتی ہوئی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ المحبوب جس سے میں خوش ہوں"[1]

دیکھئے المحبوب یہاں بدل ہے جو بیٹے کے معنی کو یہاں واضح کر رہا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مقدس آپ پر مجازاً ابن اللہ کا اطلاق کرتی ہے۔

اس کے علاوہ کتاب مقدس کی بات تب حجت ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنی اصلی صورت میں محفوظ ہو۔ اور یہ بات اپنی جگہ پر دلائل کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہے کہ موجودہ کتاب مقدس خواہ عہد نامہ عتیق ہو یا جدید تمام محرف ہیں کتاب مقدس کا اصل نسخہ سرے سے موجود ہی نہیں۔

۲ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بھی آپ کے خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا کیوں کہ اس طرح آدم علیہ السلام تمام ملائکہ اور بائیبل (عبرانیون ۷ : ۳) کے بیان کے مطابق ملک صدق شالیم سب بغیر باپ کے پیدا ہوئے پھر وہ بھی خدا کے بیٹے ہوں گے۔ حالاں کہ اس کو تم بھی نہیں مانتے۔

۳ - آپ کا خلاف عادت کام کرنا بھی صرف آپ کی خصوصیت نہیں دوسرے لوگوں نے بھی ایسے کام کئے ہیں حزقیل نے کافی مردوں کو زندہ کیا[2] الیشع نے ایک لڑکے کو زندہ کیا[3] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو سانپ بنایا لہذا اس وجہ سے بھی آپ خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔

۴ - قرآن پاک میں آپ کو جو کلمۃ اللہ اور روح منہ کہا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ محض کلمہ کن سے پیدا ہوئے دوسری مخلوق کی طرح کوئی ظاہری سبب موجود نہ تھا اور اسی وجہ سے آپ کو روح منہ کہا گیا ہے۔ کیوں کہ آپ محض حضرت جبرائیل کی پھونک سے پیدا ہوئے تھے جو خدا کے حکم سے تھی۔ لہذا اس کا یہ مطلب بالکل نہیں ہو سکتا کہ معاذاللہ آپ خدا کے بیٹے تھے۔

فقط والسلام حافظ حشمت علی شاد۔

---

[1] کتاب مقدس مطبوعہ سوسائٹی آف سنٹ پال ۱۹۵۰ء جو مسیحی اور روحانی سرداروں کی اجازت سے چھپی ہوئی ہے [2] حزقیل ۳۷ : ۸ تا ۱۰
[3] ۲ - سلاطین ۱۷، ۴ : ۳۴ تا ۳۷